نثری نظم۔ ناقدین کی نظر میں

ڈاکٹر عذرا لطیف☆

نثری نظم پر اظہارِ خیال سے پہلے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ آخر نثری نظم ہے کیا چیز؟ نثری نظم اوزان و بحور اور تراکیب و قوافی کے نہ ہونے کہ وجہ سے اپنی کوئی واضح شکل متعین نہیں کرتی مگر اس کی واضح شکل نہ ہونے کے باوجود نثری نظم کی تعریف کی گئی ہے۔ شاعرانہ اسلوب کی بنیادیں شاعر کے جذبے اور اس کی داخلی توانائی پر استوار ہوتی ہیں۔ ابتداء میں شاعرانہ خیالات کے اظہار کے لئے کوئی بندھے ٹکے اصول نہیں تھے لیکن آہستہ آہستہ نہ صرف شاعری کے لئے بلکہ تمام فنون کے لئے کچھ کلیے اور قاعدے ترتیب دیئے گئے۔ شاعری بھی چند کلیوں کی پابند ہوگئی۔ قاعدوں کا یہ حصار اس قدر تنگ ہوتا گیا کہ شاعری میں آزادنہ خیالات کا اظہار ممکن نہ رہا بلکہ شاعران پابندیوں کے خلاف آواز اٹھانے لگے۔گوکہ زمانہ قدیم سے اوزان و بحور کو شاعری کے لئے لازمی قرار نہیں دیا جاتا تھا مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اوزان و بحور شاعرانہ خیالات کے اظہار میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اردو شاعری میں حالی نے تمام تر سلاست اور سادگی کے باوجود شعری روایات کی پاسداری کی ۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر (ر) شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین راولاکوٹ، آزاد کشمیر

دوسری زبانوں کی طرح اردو زبان میں شاعری کی نئی نئی اصناف کو روشناس کرایا گیا۔ ان میں نظم معرا، آزاد نظم اور سانیٹ ہیں۔ ان شاعرانہ اصناف سے شاعری کے اسالیب میں خوشگوار اضافہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی نثری نظم کی صنف کی بھی ابتداء ہوئی اور یوں نثر اور نظم کے درمیان حد فاصل ختم ہوگئی ۔نثری نظم کی ابتداء تو مغربی ادب میں ہوئی جہاں مخصوص سماجی اور سیاسی حالات اس صنف کے ارتقاء کا باعث بنے۔ ہمارے ہاں چونکہ جدیدیت کا دوسرا مطلب تقلیدِ مغرب ہے، پس ایسی ہی جدیدیت کے علمبرداروں نے اس صنفِ سخن کو اردو ادب میں رواج دیا، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ آج کی جدید ادبی ضرورت ہے۔ ان جدت پسندوں کو روایتی شعراء کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ اردو شاعری میں نثری نظم ایسی صنف کے طور پر سامنے آئی جو انوکھی اور متنازعہ ہے، چونکہ یہ شاعری کے مروجہ اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتی اس لئے ادبی ناقدین میں ''نثری نظم'' نزاع کی صورت اختیار کر گئی۔ہم نثری نظم کے حامی جدت پسندوں کے خیالات اور ادبی نظریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ناقدین کی آراء کی روشنی میں نثری نظم کے اردو ادب میں بطورِ صنف جائزہ لیں گے۔

انیس ناگی نثری نظم کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

> ''یہ دراصل بے ہیتی کی ایک ہیت ہے۔ جو ہیت کے ہر طرح ما قبل وجود و تصورات اور تلازمات سے آزاد ہو کر تخلیق کے دوران اپنا تصوراتی اہتمام غیر مروجہ طریقے سے خود کرتی ہے''(۱)

انیس ناگی نے مروجہ ہیتوں سے انحراف کرنے کے بعد نثری شاعری کے لئے جو اصول وضع کئے اس پر عمل کہاں تک ممکن ہے، اس کا اندازہ نثری نظم نگاروں کو بھی ہے اور نثری نظم کے قاری کو بھی ۔ جس طرح نثری نظم کی اصطلاح پر اعتراضات کئے جاتے ہیں اسی طرح ''بے ہیتی کی ہیت'' پر بھی اعتراضات ہوں گے جیسے جسم کے بغیر روح بے معنی ہے

ہم اسے نہیں دیکھ سکتے ۔اسی طرح کسی شکل اور ہیت کے بغیر غیر مرئی وجود سے کوئی چیز کیسے مکمل ہوسکتی ہے۔نثری نظم کا بھی یہی حال ہے ۔

اردوادب کی اس نو مولود صنف کی نہ تو اپنی کوئی واضح ہیت ہے اور نہ اسکی کوئی جامع تعریف کی جا سکی ہے۔نثری نظم کے پنپنے کے لئے شاعروں کا ایک حلقہ نہ صرف نثری نظم کی پر زور حمایت کرتا ہے بلکہ بہت سے شاعروں کے نثری نظموں کے مجموعے تک چھپ چکے ہیں اور نثری نظم زور وشور سے لکھی جا رہی ہے، جبکہ اہل قلم میں ایک بڑی تعداد اسے بحیثیت ایک صنف قبول کرنے سے گریزاں ہے۔

نثری نظم کی حمایت میں بولنے والوں میں سعادت سعید کا لب و لہجہ انتہا پسندانہ نہیں ہے ۔وہ نثری نظم کے بارے میں کہتے ہیں:

''نثری نظم ہمارے عہد کے عظیم اور تازہ موضوعات کا مکمل اظہار کرسکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہی وہ صنف ہے جس میں ہمارے عہد کے انسانوں،شہروں اور ملکوں کا نیا رزمیہ تخلیق ہوسکتا ہے۔ ہمارے جوان صوت و آہنگ کے نئے لہجے دریافت کر رہے ہیں،جن کی مدد سے نہ صرف فرد کی اپنی ذات کا کلی اظہار ممکن ہے بلکہ سماجی،سیاسی اور اقتصادی زندگی کے لا تعداد پہلوؤں کا احاطہ بھی ہوسکتا ہے۔'(۲)

سعادت سعید نے نثری نظم کے بارے جس طرح اظہار خیال کیا ہے ممکن ہے ان کی نظر میں درست ہو کہ نثری شاعری اتنی جاندار ہے کہ اس میں ملکوں ،شہروں اور انسانوں کا رزمیہ تخلیق ہوسکتا ہے اورصوت وآہنگ کے نئے لہجے دریافت ہو سکتے ہوں،مگر آج کی نثری نظم اس معیار پر پوری نہیں اترتی ۔انیس ناگی کی نثری نظم ''زرد آسمان'' سے اقتباس دیکھئے ۔

ہمارے سیاہ و سفید گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑتی ہوئی دھول گھبراہٹ میں
بھاگتی ہوئی موٹروں کے سائلنسروں سے نکلتی ہوئی نیلی لکیر اور ہمارے لا حاصل
مشقت میں کانپتے ہوئے بدنوں کی نہ ختم ہونے والی تھکن، سانسوں میں گھل
کر ایک بد دعا کی طرح بلند ہوتیں نیلے آسمان کے ازل کے نیچے ایک
زرد آسمان کی چھتری کا پھول بن جاتی ہیں۔

اس نثری نظم میں نہ تو کوئی جاندار شعری اسلوب نظر آتا ہے اور نہ ہی کوئی اچھوتا خیال قاری کو متاثر کرتا ہے

سجاد ظہیر نثری نظم کے بارے میں اپنا ایک موقف رکھتے ہیں اور اس کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''نثر میں کی گئی شاعری اوزان سے عاری ہونے کے باوجود عام اور غیر
شاعرانہ نثر سے مختلف اور ممتاز ہوتی ہے''(۳)

نثری نظم کے اوزان و بحور سے عاری ہونے کے باوجود نثری نظم کو عام اور غیر شاعرانہ نثر سے ممتاز کرنے کے لئے نثری نظم کے جو نمونے ہمارے سامنے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے دونوں اصناف کی تفریق مشکل ہی نہیں نا ممکن لگتی ہے۔نمونے کے طور پر محمد حسن کی نثری نظم پیش ہے۔

گلوب

یہ بچے بھی عجیب ہیں
کل ہی نیا گلوب آیا تھا
اس کو فٹبال بنا کر کھیلے
اور اس کے دونوں ٹکڑے الگ کر دیئے

جو جوڑتا ہوں تو چین کا سرا افریقہ سے جا ملتا ہے
انڈونیشیا کا چلی سے
بڑی محنت سے جوڑا بھی
تو سرے سخت ہو گئے

نثری نظم سے جو اقتباس یہاں پیش کیا گیا اس سے اس خیال کی نفی ہو جاتی ہے کہ نثری شاعری عام نثر سے مختلف ہوتی ہے۔

سید عبداللہ کہتے ہیں کہ شعری جذبات کا اظہار اس وقت بھی ہوتا تھا جب شاعری بحور اور قوافی کی قید سے آزاد تھی۔ قدیم زمانے میں شاعری نظم کے بجائے نثر میں ہوتی تھی۔ اسی پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے نثر اور نظم کو ایک دوسرے کی ضد قرار نہیں دیا بلکہ شعر و نثر کو ضد قرار دیا ہے۔

"جدید نقد و نظر کا فتویٰ یہ ہے کہ جس چیز کو نثر کہتے ہیں اور عموماً اسے شعر کی ضد سمجھا جاتا ہے وہ دراصل شعر کی ضد نہیں بلکہ نظم کی ضد ہے۔ کیونکہ شعر موزوں انداز میں جذبات کی مصوری کا نام ہے اور نثر میں بھی لکھا جا سکتا ہے۔ شعر کی یہ صفات نثر میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ مغربی تنقید نثر اور نظم کو ضد قرار دیتی ہے۔ نثر اور شعر کو ایک دوسرے کی ضد قرار نہیں دیتی۔"(۴)

سید عبداللہ کے اس قول کی روشنی میں نثری نظم کی اصطلاح میں مزید الجھاؤ پیدا ہوتا ہے کہ نثر و نظم میں تضاد ہے، نثر و شعر میں کوئی الجھاؤ نہیں۔ اردو ادب میں شعر کے کیا معنی ہیں؟ کیا وہ نظم سے مختلف چیز ہے یا نظم ہی کو شاعری کہا گیا؟ انہیں چاہئے تھا کہ وہ کھل کر

اس بات کی وضاحت کرتے ۔ نثری نظم کے حق میں دلائل دیکر اس طرح اس کی عظمت کا اعتراف کرنا کوئی لائق تحسین امرنہیں ہے ۔

قمر جمیل کا نام نثری نظم کے بڑے حامیوں میں ہوتا ہے ۔ انہوں نے نثری نظم کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے دوستوں اور نامور شعرا کو قائل کرنے کی کوشش کی اور کراچی میں نثری نظم لکھنے والوں کا ایک بڑا حلقہ بنا لیا ۔قمر جمیل نے اپنی کتاب'' جدید ادب کی سرحدیں'' میں بھی نثری نظم کی پر زور انداز میں وکالت کی۔ان کا کہنا ہے:

''پروز پوئم اس عہد کے بالغ انسان کے اندر جو معصومیت ہے اس کا ایک اشارہ ہے۔ پروز پوئم میلانِ فکر،اسٹائل یعنی اسلوب اور فارم کے نقطہ نظر سے اس عہد کا نمائندہ فارم ہے۔.......... پروز پوئم شعری جوہر اور شعری ہیت کی مطابقت سے پیدا ہوئی ۔''(۵)

قمر جمیل نے پروز پوئم کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے جو کچھ کہا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ نثری نظم اظہارِ اسلوب کا کوئی جاندار نمونہ پیش نہ کر سکی اور ان کی جہدِ مسلسل کا حاصل کچھ بھی نہ ہوا تب ہی انہوں نے اپنی وفات سے قبل ایک انٹرویو میں کہا کہ میں نے نثری نظم کا کھیل ہی ختم کر دیا۔

مخدوم منور کا خیال ہے کہ قدیم اور مروجہ اصنافِ شاعری ابلاغ و اظہار میں ناقص اور ناکافی ہیں ، اس لئے نثری نظم میں ہی توانا ادب تخلیق کیا جا سکتا ہے ۔اپنے ان خیالات کا اظہار وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''نئے زمانے کی قدریں توانا ادب چاہتی ہیں اور نثری نظم میں توانا ادب کا رجحان پایا جاتا ہے....آج کا عہد نثری نظم کا عہد ہے''۔(٦)

مگر یہ نثری نظم پر ہی موقوف نہیں کہ محض وہی توانا ادب تخلیق کرسکتی ہے، توانا ادب ہر دور میں تخلیق ہوتا رہا ہے۔ اردو ادب کی یہ صنف تا حال توانا ادبی تخلیق سے عاری نظر آتی ہے۔ ابھی تک نثری نظم حالی، اقبال یا ن م راشد کے پائے کا نظم نگار پیدا نہ کرسکی ہے۔

یہ بات قطعاً غلط ہے کہ اردو زبان کی مروجہ صوتی تراکیب دم توڑ رہی ہیں۔ اردو میں پابند شاعری آج بھی ہو رہی ہے اور اردو کی تمام اصناف شاعری میں بہت خوبصورت اور جاندار شاعری تخلیق کی جا رہی ہے۔ سرمد صہبائی رقمطراز ہیں:

> ''جہاں تک بندھے ٹکے اوزان اور مروجہ بحور کا تعلق ہے ان کو وقت اور ضرورت کے مطابق توڑا پھوڑا جا سکتا ہے اور نئے آہنگ تخلیق کئے جا سکتے ہیں...... نثری نظم کا اس وقت ابھرنا شاید اس بات کی دلیل بھی ہے کہ اردو زبان کے مروجہ الفاظ کی صوتی تراکیب دم توڑ رہی ہیں''۔(۷)

نئے آہنگ ضرور تخلیق کئے جا سکتے ہیں مگر یہ کہنا کہ مروجہ صوتی تراکیب دم توڑ رہی ہیں درست نہیں، کیونکہ اردو ادب میں نثری نظم کے علاوہ تمام اصنافِ شاعری پوری آب و تاب سے موجود ہیں۔

انیس ناگی کے مطابق:

> ''بین الاقوامی ادب میں نثری نظم، نظمِ معراء اور آزاد نظم سے پہلے کی ایجاد ہے، اردو ادب میں یہ نظمِ معراء اور آزاد نظم کے بعد آئی، وہ بھی اس صورت میں اگر ہم اسے نثر لطیف سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو۔ انیس ناگی کے خیال میں ''عہد حاضر کے بین الاقوامی ادب میں نثری نظم شعری اظہار کا ایک جاندار اسلوب ہے۔''(۸)

عہد حاضر میں صرف نثری نظم ہی جاندار شعری اسلوب کا اظہار نہیں کرتی بلکہ بین الاقوامی اور اردو ادب میں باقی تمام اصنافِ شاعری میں بھی جاندار طریقے سے اظہارِ خیال ہو سکتا ہے ۔ اردو ادب میں نثری نظم، چند نثر نظم نگاروں کے حلقے تک ہی محدود ہے ۔انیس ناگی مزید کہتے ہیں:

"حقیقت تو یہ ہے کہ نثری نظم لفظ کی شاعری ہے" اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نثری شاعری کی اساس "لفظ" پر استوار ہوتی ہے الفاظ ہی انسانی جذبات ، کیفیات کے اظہار کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں ۔ ہم لفظ کے ذریعے دنیاوی علوم میں دسترس حاصل کر سکتے ہیں چاہے اس کا تعلق علمی ، مادی ، روحانی اور سماجی ہو مگر ہم صرف چند لفظ لکھ کر اسے نظم نہیں کہہ سکتے ۔اس قول کے برعکس ہمارا کوئی نثری نظم نگار الفاظ کے معنی سے ایسا کوئی طلسم نہیں بنا سکا جس کو مثال بنا کر پیش کیا جائے ۔

عارف عبدالمتین بحیثیت ایک روشن خیال جدت پسند شاعر اور نقاد نثری نظم کے مستقبل سے انتہائی پر امید نظر آتے ہیں۔ان کی یہ خوش خیالی ان الفاظ سے عیاں ہے:

"حریتِ فکر وفن روحِ عصر کی حیثیت رکھتی ہے اور نثری نظم اس کی ایک ایسی جمیل مظہر ہے جس کی پذیرائی جلد یا بدیر ناگزیر ہے"۔(۹)

تمام نثری نظم نگار نثری نظم کے لئے ایسے ہی خیالات کا اظہار کرتے ہیں مگر خود نثری نظم ان تمام خوبیوں سے مبرا نظر آتی ہے ۔مختلف ادبی حلقوں میں نثری نظم میں رد و قبول جاری ہے ۔مختلف ادبی رسائل اور اخبار میں نثری نظم کے حق اور مخالفت میں آراء دی جاتی رہیں۔ پچھلے صفحات میں ہم نے نثری نظم کی حمایت میں لکھنے والوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا ۔ اب ہم نثری نظم کے مخالفین کی آراء کا جائزہ لیتے ہیں۔مخالفین میں سب سے توانا آواز ڈاکٹر وزیر

آغا کی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نثری نظم کے بارے میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

''نثری نظم کی ترکیب تو دو مختلف اصناف کے ناجائز رشتے کی ایک صورت ہے اور اسی لئے قابل اعتراض ہے۔ لہٰذا میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ نثری نظم کو شاعری کے زمرے میں شامل کرنا غلطی ہوگی''۔(۱۰)

ڈاکٹر وزیر آغا نے نثری نظم کو شاعری کے زمرے میں شامل کرنے سے انکار کر کے حقیقت پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر شاعری کے لئے منظوم ہونے کی شرط کو ختم کر دیا جائے تو نثر اور شاعری کے فرق کی وضاحت ممکن نہیں جیسا کہ قمر جمیل کی یہ نثری نظم ہے:

''اے جنگلی لڑکیو
بستر کے شکاریوں سے
ہوشیار رہنا
تمہاری جوتیاں خدا کرے
غرور کی مٹی سے ہمیشہ بھری رہیں''

اگر نثری نظم کے ان اقتباسات کا بغور جائزہ لیا جائے تو فرق صرف لکھنے کی ترتیب ہے ورنہ عام نثر اور نثری نظم کے اس ٹکڑے میں کوئی فرق نہیں اور نثری نظم نگاروں کے دعوے کے برعکس اس میں کوئی ایسا اچھوتا اور جاندار خیال نہیں پیش کیا گیا ہے جو قاری کے ذہن کو متاثر کرنے کا سبب بنے۔

تقریباً نصف صدی گزرنے کے بعد عطاء الحق قاسمی کے کہے ہوئے الفاظ درست ثابت ہو رہے ہیں کہ:

''نثری نظم کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہے۔ پرانے لباس ایک ایک کر کے اتر رہے ہیں۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب نظم کے تن پر وہی پرانے لباس

نظر آئیں گے"۔(۱۱)

نثری نظم پر ہونے والا مباحثہ اب تقریباً دم توڑ چکا ہے مگر دیگر اصنافِ شاعری اپنی جگہ جوں کی توں موجود ہیں اور بہت سے شعراء جنہوں نے نثری نظم پر طبع آزمائی کی تھی اب واپس پابند شاعری کی طرف لوٹ آئے ہیں۔

سجاد باقر رضوی کا یہ کہنا کہ یہ نثری شاعری ہے نظم نہیں، درست ہے کیونکہ یہ نثر کے زمرے میں ہی آتی ہے اور اس طرح کی نثر اس سے قبل بھی لکھی جا چکی ہے:

> "مجھے در اصل نثری نظم کی اصطلاح پر اعتراض ہے۔ نثر اور نظم آپس میں متضاد چیزیں ہیں میری رائے میں نثری نظم کہنے کے بجائے اسے نثری شاعری کہنا بہتر ہوگا۔"(۱۲)

مرزا ادیب نے بھی نثری نظم کی مخالفت میں دلائل دیتے ہوئے نہ صرف اسے نظم ماننے سے انکار کیا ہے بلکہ اس کے اردو ادب کی جدید قسم ہونے پر بھی تنقید کرتے ہوئے کہا ہے:

> "یہ شرف اس دور ہی کو حاصل ہے کہ دونو ں کا ادغام کیا جا رہا ہے اور وہ بھی اس انداز سے کہ نہ تو شاعری ، شاعری رہی ہے اور نہ نثر ، نثر......سمجھ نہیں آتا کہ یہ شعرِ منثور آخر کو ن سا تجربہ ہے اور اس سے ادب کے تجربات عالیہ میں کس نوعیت کا اضافہ ہوسکتا ہے .....شعرِ منثور کے پردے میں شاعری اور نثر کو آپس میں ملا دینا کہ ان کی اپنی اپنی انفرادیت باقی نہ رہے آخر کونسی دانش مندی ہے ، کس قسم کی جدیدیت ہے؟"(۱۳)

ہمیں نثر اور نظم کے فرق کا تعین کرنا ہے۔ شعرمنثور کا تجربہ اپنے دور اور اسلوب دونوں سے ہم آہنگ نہیں تھا لہذا وہ ختم ہوگیا۔

احسان دانش منظوم شاعری کے قائل ہیں ۔ نثری نظم کیونکہ خارجی آہنگ سے بے نیاز ہوتی ہے اس لئے ان کے خیال میں یہ شاعری نہیں ، وہ اسے نثر میں تو تجربہ مانتے ہیں لیکن شاعری میں نہیں ۔ نثری نظم پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں :

''یہ نثری نظم کیا ہوئی ۔نظم کا پیوند آخر کیوں لگایا جائے؟اسے جدید نثر، یا نثر جدید کہہ لیں کیونکہ میرے نزدیک وہ شاعری ہی کیا ہوئی جس کے لئے کہا جائے ساتواں شعر سناؤ تو شاعر سنا نہ سکے اور اگر تجربہ ہی کرنا ہے تو اسے نظم کا نام کیو ں دیا جائے، نظم میں تو بحور اوزان کی پابندیاں ہوتی ہیں ۔اگر یہ سب پابندیا ں یکسر نہیں ہیں تو وہ چیز اور جو کچھ ہو، سو ہو شعر کی تعریف میں ہرگز نہیں آتی ۔''(۱۴)

حقیقتاً یہ شاعری نہیں ہے شعر منثور کے لئے شاعری کا لفظ کہیں بھی استعمال نہیں کیا گیا، اسے نثر میں تجربہ کہا گیا ہے شاعری میں نہیں ۔

ذوالفقار احمد تابش نثر اور نظم کو دو الگ الگ اصناف سمجھتے ہوئے نثری نظم کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ سہل نگاری کی گھٹیا مثال ہے:

''میں بنیادی طور پر نثری نظم کو نظم ہی نہیں سمجھتا ۔ نثر اور نظم دو الگ الگ صنفیں ہیں۔ جن کا آپس میں سوائے اس کے کوئی تعلق نہیں کہ یہ ایک زبان پر مشتمل ہیں۔۔۔ میرے نزدیک سہل نگاری کی گھٹیا مثال ہے۔۔۔ نثری نظم کے نام سے آج جو کچھ پیش کیا جارہا ہے اسے نثر کی صنف کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے لیکن شاعری کی صنف کے طور پر قبول کرنے کو ہم تیار نہیں ۔''(۱۵)

شاعری اوزان و بحور کے بغیر بھی ممکن ہے۔ اس رائے کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ جاننا ہے کہ پھر شاعری کیا ہے ؟اس کی روح کیا ہے ؟اس پر مغربی مفکرین کی رائے اور ہمارے ادیبوں کی رائے کا تجزیہ کرنا ضروری ہے ۔اس سارے تجزیے کا نتیجہ صرف یہ نکلتا ہے کہ شاعری نثر سے مختلف چیز ہے ۔شاعر جن احساسات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر ہمارے سامنے لاتا ہے یہ الفاظ اس کی باطنی دنیا کے بارے میں حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں۔ انکشاف علامتوں ، استعاروں اور تشبیہات کے ذریعے مختصر اور جامع ترین الفاظ میں کیا جا سکتا ہے اس سے انسان کے اندر انبساط اور سرور کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

''نثر میں لکھی ہوئی نظم ۔۔۔ بالکل یوں لگتا ہے جیسے کسی شخص کے بارے میں کہا جائے کہ بڑا مرد عورت ہے۔''(١٦)

یعنی دو متضاد اصناف کا ادغام ہے۔

حقیقت میں جب کوئی انسان نثری نظم کے بارے میں اظہار خیال کرتا ہے تو نظم کی اس ہیت پر اعتراض کیے بغیر نہیں رہ سکتا جیسے کہ اشفاق احمد کہتے ہیں:

''یہ اصطلاح ویسی ہی اصطلاح ہے جیسے عارضی مستقل الاٹمنٹ کی اصطلاح۔''(١٧)

اشفاق احمد جیسے منجھے ہوئے ادیب بھی ایسی اصطلاح کو کسی طور قبول کرنے پر تیار نہیں جو دو متضاد اصناف کے ادغام سے وجود میں آئے ۔

سلیم اختر نثری نظم کے بارے میں کہتے ہیں کہ نثری نظم ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہے اور نثری نظم نگار ان پابندیوں کو توڑنے میں فخر محسوس کرتے ہیں ۔ کمال فن ان پابندیوں کو توڑنا نہیں بلکہ ان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قاری کے ذہن تک اس کی ترسیل ہے۔ وہ کہتے ہیں:

''موجودہ دہائی نے نثری نظم کی صورت میں چائے کی پیالی میں جو طوفان

برپا کیا ہے اس کی عمر اپنے پیش روؤں میں اتنی نہ ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ادب اور فن کی تخلیق جس خون کی متقاضی ہے اس کے بغیر وہ کبھی زمانے پر اپنا نقش مرتسم نہیں کرسکتی۔"(۱۸)

نثری نظم کی کامیابی کا دار و مدار اس بات میں ہے کہ آپ دوسروں تک اپنے خیالات پہنچانے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں۔

اردو ادب میں نثری نظم کی ابتداء فرانسیسی نثری نظموں کے ترجمے سے ہوئی جیسے رابندر ناتھ ٹیگور کی "گیتاں جلی" ہے۔ رام بابو سکسینہ نے اسے ٹیگوری اردو یا خیالی اردو کا نام دیا ہے۔ ان اولین نثری نظم نگاروں نے (اگر اس کو نثری نظم تسلیم کیا جائے) تو جوش ملیح آبادی اولین نثری نظم نگار ہوئے کیوں کہ انہوں نے "روح ادب" کے نام سے جو کچھ لکھا اس کے بارے میں وہ کہتے ہیں: "اس مجموعے میں نثر بھی ہے، غزلیں بھی اور نظمیں بھی، نثر کی جانب ٹیگور نے مجھے مخاطب کیا ہے"(۱۹)

ڈاکٹر وحید قریشی نے بھی انہی خیالات کا اظہار اسطرح کیا ہے:

"اردو میں نثری نظم کی کوششیں بہت پہلے سے ہوتی رہی ہیں۔ م۔ حسن لطیفی نے ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ نثری نظموں کا ایک مجموعہ بھی شائع کیا تھا۔ جس کا نام غالباً "افکار پریشاں" رکھا تھا، ادب لطیف بھی نثر کی شاعری کی طرف لے جانے کی ایک کوشش تھی۔"(۲۰)

"لطیفی کی نظموں اور ان نثر پاروں سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ آہنگ کی بنیاد مروجہ اوزان کے بجائے کوئی دوسرا صوتی نظام بھی ہوسکتا ہے۔ لطیفی کی نثری نظم اس امکان کو ظاہر کرتی تھی کہ خود امیج ہی قرن کا بدل ہوسکتا ہے اور اسے آہنگ کے ذیل میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ یہ تجربے اس

وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک انہیں آج کے قاری کا تعاون حاصل نہ ہو یا کوئی نیا قاری وجود میں نہ آجائے۔ ہمیں نئے قاری کے پیدا ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔"(۲۱)

اگر ہم ان نثر پاروں کو نثری نظمیں مان لیتے ہیں تو شعرِ منثور اور نثرِ لطیف ہی نثری نظموں کے ابتدائی نمونے ہیں اور انکی ناکامی کی وجہ اس وقت بھی قاری کا تعاون حاصل نہ ہونا تھا۔

شعری روایات سے انحراف مشرقی مزاج کے خلاف ہے۔ ہمارا شعری مزاج مغربی شعری مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اسرار زیدی اس بارے میں کہتے ہیں:

"میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ نثری نظم ہمارے شعری مزاج کے خلاف ہے اور اس میں سوائے اس کے کوئی خوبی نہیں کہ جو رجحان مغرب پرستی کا ہمارے ہاں ہے اس کو تقویت دی جائے۔ اور اگر نثری نظم ہی لکھنی ہے تو خوبصورت نثر کیوں نہ لکھی جائے۔"(۲۲)

افتخار جالب نے نثری نظم پر بحث کرتے ہوئے اس چیز کو غیر ضروری قرار دیا ہے کہ نثری نظم کے منظوم ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق پڑتا ہے:

"شعر کی ماہیت پر غور کیے بغیر محض فنی بنیادوں پر انحصار کر کے اگر نظم اور نثر کو ایک دوسرے کی ضد قرار دیا جائے تو معاملہ طے نہیں ہوتا۔ شعر کی ماہیت اور قالب کو گڈمڈ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مابعد الطبیعیاتی تفتیش رک جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امپریلزم کا ہی کرشمہ ہے کہ محض قالب کے سراسر معروضی ہونے کو بنیاد بنا کر ماہیت شعر متعین کی جاتی ہے۔ جیسے امپریلزم کی ٹھیٹھ معروضیت پر زندہ حقیقت کو پہلے ختم کر کے پھر

تفتیش پر نکلتی ہے۔ اسی طرح ماہیت شعر کو قالب شعر سے گڈمڈ کر کے شعور کی توانائی اور ذات کی وسعت کو ختم کیا گیا ہے۔ ان حالات میں زندہ مابعدالطبیعیاتی بنیادوں کو کہ جن پر ماہیتِ شعر کا انحصار ہے دریافت نہیں کی جاسکتی۔"(۲۳)

شاعری کے طور پر وہی نثری نظم قابلِ قبول ہوگی جس میں شعری جوہر موجود ہو گا جبکہ نثری نظم کی پہچان ہی یہ ہے کہ اوزان و بحور اور آہنگ کے معروضی سانچوں میں مقید نہ ہو۔

تحسین فراقی بھی نثری نظم کو نثرِلطیف اور شعرِ منثور ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اردو ادب میں نیاز فتح پوری اور جوش بلگرامی کی تحریریں آج کی نثری نظم سے مماثلت رکھتی ہیں۔ تحسین فراقی رقمطراز ہیں:

"واقعہ یہ ہے کہ شعری آہنگ خارجی اور داخلی دونوں عناصر کا جامع ہوتا ہے اس لئے ادھر شعری امیجز نثری امیجز میں تبدیل ہوئے ادھر نظم کا سارا جادو ختم ہوگیا، شعری آہنگ تو ترتیب ہی لفظوں کے "ظہور ترتیب" سے پاتا ہے۔ آغا صاحب نے دعویٰ کیا اور اس دعوے میں کافی صداقت موجود ہے کہ اردو میں نثری نظم کوئی نیا تجربہ نہیں۔ ۱۹۲۹ء میں یوسف حسن نے "پنکھڑیاں" کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جس کے زیادہ تر مشمولات ہیت اور مزاج دونوں اعتبار سے آج کی نثری نظم کے عین مطابق ہیں۔ بہرحال کچھ عرصے سے نثری شاعری پر بحث تقریباً ختم ہوچکی ہے۔ مگر نثری شاعری زور وشور سے جاری ہے اور بعض نے مجید امجد کی "شب رفتہ" کی متعدد نظموں پر بھی نثری نظموں کی تہمت لگادی۔"(۲۴)

تحسین فراقی نے نثری نظم نگاروں کے اس نظریے پر کڑی تنقید کی ہے جس کے تحت

نثری نظم نگار کہتے ہیں کہ خارجی آہنگ کی عدم موجودگی کے باعث نغمگی کا جو فقدان ہوتا ہے اس کا تدارک علامتوں اور تصویروں کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے اور انہوں نے بھی نثری نظم کو نثرِ لطیف کے زمرے میں شامل کیا ہے۔

جہاں تک نثری نظم کے نام کا تعلق ہے اردو ادب میں یہ نام متنازع چلا آ رہا ہے بلکہ زیادہ تر موضوعِ بحث نثری نظم کا نام ہی رہا ہے، کہ نثر اور نظم دو مختلف اصنافِ سخن ہیں ہم انہیں یکجا کیسے کر سکتے ہیں ۔ کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ نثری نظم کا نام تبدیل کر دیا جائے جیسے ریاض مجید نے اس کا نام ''نثم'' تجویز کیا۔ ہمارے ہاں اس کے لئے کیونکہ بین الاقوامی ادب کا حوالہ دیا جا تا ہے کہ اس کے لئے "Prose Poem" کا نام مستعمل ہے جس کا اردو ترجمہ ''نثری نظم'' ہی بنتا ہے ۔ اگر نام کے تعین کا مسئلہ حل ہو بھی جاتا ہے تو نثری نظم کی صورت میں جو مواد سامنے آیا ہے اسے شاعری کی صنف کے طور پر متعارف نہیں کرایا جا سکتا۔ اس خیال کو وزیر آغا کی رائے سے مزید تقویت ملتی ہے ۔وزیر آغا کہتے ہیں:

> ''میں ذاتی طور پر نثری نظم کا مخالف نہیں ہوں میں تو ہر اس تجربے کو خوش آمدید کہنے کے حق میں ہوں جو ادب کے افق کو کشادہ کر سکے مگر عذر یہ ہے کہ اس حالت سے بچنے کے لئے میں امتیازات کو قائم رکھنے کا بھی موید ہوں۔ اسی لئے میں نے اوراق کے پچھلے شمارے میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ نثری نظم کے لئے کوئی اور نام تجویز ہونا چاہیے۔ تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شعراء کی نئی نسل نظم اور نثر کے فرق ہی سے نا آشنا ہو کر رہ جائے۔ اس کے جواب میں بعض احباب کا یہ خیال کہ کسی زمانے میں نظم آزاد کی ترکیب میں بھی تو تضاد دریافت کیا گیا تھا۔ اس لئے نثری نظم میں تضاد کی نشان دہی بے معنی بات ہے۔ اصولی طور پر اس لئے بھی غلط

ہے کہ آزاد یا پابند ہونا نظم کی ایک صفت ہے اور اس کے لئے نظم آزاد اور نظم پابند کی تراکیب میں کوئی تضاد موجود نہیں لیکن نثری نظم کی ترکیب دو مختلف اصناف کے ناجائز رشتے کی ایک صورت ہے۔ محرک بحث نے اس نکتے کو بڑی خوبی سے ابھارا ہے۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ شیشم کے درختوں کے بارے میں آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے بعض بلند قامت اور بعض کوتاہ قد ہیں مگر آپ شیشم یوکلپٹس کی ترکیب تو وضع نہیں کر سکتے۔" (۲۵)

ڈاکٹر وزیر آغا نے جو اصطلاح پیش کی نثری نظم اس پر پوری اترتی ہے کہ یہ شیشم یوکلپٹس نہ بن سکی۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے اس کو تھور کے پودے سے تشبیہ دی ہے جس پر کبھی پھل نہیں آ سکتا۔

سہیل احمد کا کہنا ہے کہ نثری نظم کے شعراء میں شعری جوہر موجود ہو گا تو وہ اس صنف کو زندہ رکھ سکیں گے وگرنہ کوئی بھی صنف جو شعری جوہر سے عاری ہو گی پھل پھول نہیں سکتی۔ لکھتے ہیں:

"انشائے لطیف کے تجربے کے ساتھ بھی اس تجربے کو الجھایا نہیں جا سکتا۔ انشائے لطیف کی تخلیق کے پیچھے جو تقاضے پوشیدہ تھے، ان کی تلاش اس عہد کے تہذیبی گردوپیش میں کی جا سکتی ہے۔ انشائے لطیف کے مقبولیت کھو بیٹھنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ تہذیبی گردوپیش اور اس کے تقاضے بدل گئے۔ انشائے لطیف کی بنیاد وقتی تاثریت پسندی، گریز پا محسوسات اور رومانی قسم کی جمال پرستی پر تھی۔ ان رویوں کے کشش کھو جانے سے انشائے لطیف بھی کشش کھو بیٹھی۔ اسی طرح اگر نظم کی نئ

تحریکیں بھی ، خواہ وہ مروجہ اوزان سے تعلق رکھتی ہوں یا نہ رکھتی ہوں، اس طرح محدود دائروں میں سفر کرتی رہیں گی تو اپنے دائرے کے رجحانات ختم ہوتے ہی بے جان ہوجائیں گی۔ اگر انشائے لطیف کا کوئی فن کار ایسا ہوتا ہے جو اس صنف کو حیات و کائنات کے رازوں کے گہرے مفاہیم عطا کرسکتا ،گہرائی دے سکتا اور جدید تمدنی پیچیدگیوں اور طرز احساس کی نئی نئی شکلوں سے ہم آہنگ کرسکتا تو اس صنف کی مقبولیت ختم نہ ہوتی۔ نثری نظم میں بھی اگر کوئی بڑا فنکار پیدا نہ ہوا جو اسے اپنے وسیع تجربات کے اظہار کے لئے میڈیم کے طور پر نہ اپنائے تو یہ کیا، کوئی بھی صنف پھل پھول نہیں سکتی لیکن اگر ایسے فنکار سامنے آئیں جو ایسے تجربے میں وسعت اور گہرائی پیدا کرسکیں تو آپ کے مروجہ پیمانے اس صنف کو بڑھنے سے نہیں روک سکتے۔"(۲۶)

مغرب سے کچھ سیکھنا نہ صرف مناسب ہے بلکہ ضروری بھی ہے۔ موجودہ دور میں مکانی فاصلے کہاں باقی ہیں۔ مگر کچھ لیتے ہوئے کچھ سیکھتے ہوئے، اس بات کونظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ مغرب جن معاشرتی مرحلوں سے گزر کر موجودہ منزل تک پہنچا ہے یہ اسی کا ردعمل ہے کہ اس کے ہاں فکرو نظر میں کوئی توازن باقی نہیں رہا۔وہ بالعموم انتہاپسندی کا مظاہرہ کررہاہے۔ ہم ابھی اس سے بہت دور ہیں، اس کا فکری ردعمل ہمارا فکری ردعمل نہیں بن سکتا۔ ہم مختلف نظام معاشرت کی پیداوار ہیں، اگرہم نے اس کے انداز میں سوچنا شروع کردیا اور اپنے تہذیبی تقاضوں کا خیال نہ رکھا تو نتیجہ یہی ہوگا کہ شعرمنثور جو نہ تو شعر ہے اور نہ نثر۔

۱۹۷۴ء سے لے کر اب تک نثری نظم موضوع بحث ہے۔ اس کی حمایت اورمخالفت کرنے والوں کی خاصی تعداد ہے جس طرح اس کی مخالفت میں آرا ء دی گئیں اس میں دو

طرح کے لوگ شامل ہیں ۔ ایک وہ جنہوں نے نثری نظم کے وجود کو ہی ماننے سے انکار کردیا دوسرے وہ لوگ ہیں جو گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔ وہ اس کی مخالفت تو کرتے ہیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی رائے میں تبدیلی آئی ہے۔ اس حوالے سے سب سے توانا آواز ڈاکٹر وزیر آغا کی تھی جنہوں نے شروع میں تو شدت سے مخالفت کی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی مخالفت میں وہ شدت باقی نہیں رہی۔

اگر صرف مخالفین کا جائزہ لیا جائے تو جس انداز سے نثری نظم کی مخالفت کی گئی تھی اور انتہا پسندانہ رویہ اختیار کیا گیا تھا ۱۹۹۹ء تک پہنچ کر اس میں وہ زور باقی نہیں رہا۔مخالفین آج بھی موجود ہیں اور اپنی رائے بھی دے رہے ہیں لیکن اس مخالفت میں بھی ایک نرم گوشہ ان کے ہاں موجود ہے۔ اس تمام مباحث کا اصل موضوع زیادہ تر لفظ نثری نظم رہا ہے اور زیادہ تر بحث نام پر ہی کی گئی ہے۔ جہاں انتہاپسندمخالفین موجود تھے وہاں انتہا پسند حمایت کرنے والے بھی موجود ہیں جن میں مبارک احمد کا نام سرفہرست ہے۔کہتے ہیں:

> ''نثری شاعری میں تجربہ ممکن حد تک بعینہ اظہار پاتا ہے جب یہ نظم آزاد میں کم اور غزل میں زیادہ مسخ ہوتا ہے ۔ چنانچہ غیر مسخ شدہ تجربہ اور ممکن حد تک سچی شاعری اسی جدید تر فارم میں ممکن ہے جسے عرف عام میں پروز شاعری کہا جاتا ہے۔''(۲۷)

نثری نظم کے بارے میں رائے دیتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان میں سب سے زیادہ قابل گرفت بات پرانی شاعری پر تنقید ہے جس میں انہوں نے اسے مسخ شدہ تجربوں کی شاعری کہا اور نثری نظم سے مقابلہ کرتے ہوئے تمام شاعری کو جھوٹا اور کمتر ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ماضی کے تمام شاعر مبالغہ آمیز شاعری کرتے رہے مگر غالبؔ ، میرؔ، اقبالؔ، جیسے شعراء کی شاعری کا زندہ ہونا اس بات کی نفی کرتا ہے کیوں

کہ مبالغہ کبھی دیر پا نہیں ہوتا۔ سعادت سعید کی رائے یہ ہے کہ نثری نظم ہمارے عہد کے عظیم اور تازہ موضوعات کا مکمل اظہار کرسکتی ہے اگر نثری نظم فی الواقع اظہار خیال کا اتنا جاندار اور مکمل نمونہ پیش کرسکتی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ نثری نظم عنقریب اپنا ایک مقام بنالے گی۔ مگر نثری نظم کی تاریخ اس بات کی گواہی نہیں دیتی۔

نثری نظم کے پچاس سالہ دور میں کوئی ایک بھی ایسا شاعر سامنے نہیں آیا جواس کا مکمل نمونہ پیش کرسکے، جس طرح آزادنظم کے حوالے سے راشد کا نام لیا جاتا ہے۔ البتہ وحید قریشی کا یہ کہنا کہ تجربہ کرنا کوئی بری بات نہیں ۔نثری نظم شاعری میں ایک تجربہ اور سہی۔ یہ ایسا تجربہ ہے جس کی کامیابی کا دارومدار سو فیصد قاری کی ذات سے وابستہ ہے۔ قاری کسی بھی تحقیق کا مورخ ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ بھی قاری نے کرنا ہے کہ نثری نظم کامیاب ہے یا ناکام؟ نصف صدی کسی صنف کی شناخت کیلئے کافی ہوتی ہے،نصف صدی گزرنے کے باوجود ابھی تک قاری نے اس کے حق میں فیصلہ نہیں دیا۔

☆......☆......☆

حواشی

(۱) انیس ناگی: نثری نظمیں۔ لاہور: مکتبہ جمالیات۔ص۱۹

(۲) سعادت سعید: ''نثری نظم کیوں'' ادب لطیف۔شمارہ ۱۱۔۱۲ ص ۲۵۔ ۱۹۷۵ء

(۳) سجاد ظہیر: پگھلا نیلم۔ دیباچہ کراچی: مکتبہ دانیال۔ ۱۹۷۴ء

(۴) سید عبداللہ: اشاراتِ تنقید۔ طبع دوم، لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب۔ ۱۹۷۲ء ص۔۲۷۵

(۵) قمر جمیل: ''پروز پوئم'' الفاظ۔شمارہ ۱۔۲ ص ۱۱۔۱۲ ۱۹۷۶ء

(۶) مخدوم منور: تنقید و مجلسی تنقید۔ سرگودھا: مکتبہ اردو زبان۔ص ۲۱۲۔ ۱۹۷۶ء

(۷) سرمد صہبائی: ''نثری نظم کیوں''۔ ادب لطیف۔ شمارہ ۱۱۔۱۲ء ۱۹۷۵ء ص۔۲۳

(۸) انیس ناگی: نثری نظمیں لاہور: مکتبہ جمالیات ۔ص۴۰ ۔ ۱۹۸۱ء

(۹) عارف عبدالمتین: روزنامہ ''نوائے وقت'' ادبی ایڈیشن، اتوار ۲۴، جنوری ۱۹۸۲ء

(۱۰) ڈاکٹر وزیر آغا: تنقید اور مجلسی تنقید۔ سرگودہا: مکتب اردو ادب۔ص ۲۱۲۔ ۱۹۷۶ء

(۱۱) عطا الحق قاسمی: اشارات تنقید۔ طبع دوم، لاہور: مکتبہ خیابان ادب ۱۹۷۲ء ص ۲۷۰

(۱۲) سجاد باقر رضوی: ''نثری نظم کیوں'' ادب لطیف شمارہ ۱۱ ۱۲۔ ص ۱۸۔ ۱۹۷۵

(۱۳) مرزا ادیب: ''سوال یہ ہے'' ''اوراق'' شمارہ ۷۔۸ ص ۲۲۔۲۳۔ اگست۔ ستمبر ۱۹۷۴ء

(۱۴) احسان دانش: ''نثری نظم کیوں'' ادب لطیف'' شمارہ ۱۱۔۱۲۔ص ۱۷۔ ۱۹۷۵ء

(۱۵) ذوالفقار احمد تابش: ''نثری نظم کیوں'' ادب لطیف شمارہ ۱۱ ۱۲ ص۔۲۴، ۱۹۷۵ء

(۱۶) ذوالفقار احمد تابش: ''نثری نظم کیوں'' ادب لطیف شمارہ ۱۱۔۱۲ ص۔۲۴، ۱۹۷۵ء

(۱۷) اشفاق احمد: روزنامہ ''جنگ'' لاہور، ۱۵ فروری ۱۹۸۲ء

(۱۸) سلیم اختر: "سوال یہ ہے" اوراق" شمارہ ۷۔۸، ص ۲۷۔۲۸ (اگست ستمبر ۱۹۷۴ء)

(۱۹) جوش ملیح آبادی: روح ادب۔ لاہور: مکتبہ اردو۔ طبع دوم، ص ۱۴۔۱۹۴۲

(۲۰) وحید قریشی: "اوراق "شمارہ خاص سوال یہ ہے (بحث) ۱۹۷۴ء ص ۲۷۔۲۸

(۲۱) وحید قریشی: "اوراق "شمارہ خاص سوال یہ ہے (بحث) ۱۹۷۴ء ص ۲۷۔۲۸

(۲۲) اسرار زیدی: "نثری نظم کیوں" ادب لطیف شمارہ" ۱۹۷۵ء ص۔ ۲۵

(۲۳) افتخار جالب: "بحث سوال یہ"" اوراق" شمارہ خاص (اگست ۱۹۷۴ء

(۲۴) تحسین فراقی: " تحقیقی ادب "" مرتبہ" متفق خواجہ ص ۸ نثری نظم اور آزاد غزل نمبر
۱۹۸۳ء ص۔ ۳۷۷

(۲۵) وزیر آغا خان: شمارہ (بحث) "سوال یہ ہے" "اوراق" اگست ۱۹۷۴ء لاہور

(۲۶) سہیل احمد خان: شمارہ (بحث) "سوال یہ ہے" اوراق اگست ۱۹۷۴ء لاہور

(۲۷) مبارک احمد: "شاعری میں اظہار کا مسئلہ" نوائے وقت لاہور، ادبی ایڈیشن ، اتوری
۷ مارچ ۱۹۷۶ء